فلسفہ نماز اور مکافات عمل

Philosophy of Prayer and its Remunerations

ڈاکٹر حافظ محمد فاروق *

ڈاکٹر سید عبدالغفار بخاری*

ABSTRACT

Prayer [al-Ṣalāh] is the second most important pillar of Islām. This is the ritual which is supposed to be offered by all the Muslims, who come of age and are sane, regardless of their status and wealth. Following the acceptance of Islām, offering Prayer is the foremost obligation of a Muslim, which is considered the prime manifestation and the testimony of his or her practical submission to Allāh and His religion, Islām.

Faith in Allāh is the foundation of Islām, in the same way, Prayer is the practical foundation of Islām. Therefore, the Prophet (S.A.W) laid stress on the significance of Prayer, the most. Only those, who are steadfast in their Prayers and safeguard them are really aware of its importance, and only they can expect from Allāh to give them their reward, thus, they are the true believers. The importance and reality of Prayer can be understood only by that person who is well aware of this relation between man and Allāh and only he can feel its true spiritual pleasure. The effects of Prayer are prominently visible in the daily life of Muslims. The history of Prayer is as old as the religion itself. Its concept has been a part of all the religions, however, they have different ways to perform it.

In this paper, the author explores the Islamic academic sources to ascertain the importance and the status of Prayer in Islām. Also, he explores its history, the tidings and remuneration of Prayer and of the rites and rituals belonging to it, e.g., Mosque, Āzān, Iqāmat, Rukū' (to bow down), Prostration, Maintenance of Ranks, etc.

Keywords: *Emphasis, offering, Prayer, obligation, manifestation, reward*

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، اسلام آباد کالج برائے طلباء، جی، سکس، اسلام آباد

* صدر شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

نماز کے لئے قرآن کریم میں "صلوٰۃ" کا لفظ آیا ہے عربی زبان میں صلوٰۃ کا مطلب کسی چیز کی طرف رخ کرنا اور قریب ہونا ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی اصطلاح میں "الصلوۃ" کا مفہوم خدا کی طرف متوجہ ہونا بڑھنا اور قریب سے قریب تر ہونا ہے۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

"والصَّلاةُ، قال كثير من أهل اللّغة: هي الدّعاء، والتّبريك والتّمجيد"(1)

ترجمہ: اور نماز کے لئے لفظ "صلاۃ" اکثر اہل لغت نے دعا، برکت اور بزرگی کے معنی میں لیا ہے۔

جبکہ اصطلاح میں مخصوص اوقات، مخصوص طریقے اور مخصوص رکعتوں کے ساتھ ادا کرنا نماز کہلاتا ہے۔ امام جرجانی یوں وضاحت کرتے ہیں:

"الصلاة في اللغة الدعاء وفي الشريعة عبارة عن أركان مخصوصة وأذكار معلومة بشرائط محصورة في أوقات مقدرة"(2)

ترجمہ: صلوٰۃ کا لغوی معنی دعا ہے جبکہ شریعت میں مخصوص ارکان، معلوم اذکار، مخصوص شرائط اور مقررہ اوقات میں ادا کرنا نماز کہلاتا ہے۔

نماز کا پس منظر:

نماز کا پس منظر اتنا ہی قدیم ہے جتنا خود مذہب کا ہے۔ اس کا تصور تمام مذاہب میں رہا ہے البتہ اس کے طریقہ کار، اوقات اور تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہی ہے قرآن نے بتایا ہے کہ اللہ کے تمام پیغمبروں نے اس کی تعلیم دی ہے نبی ﷺ کی بعثت جس دین ابراہیمی کی تجدید کے لئے ہوئی اس میں بھی اس کی حیثیت سب سے نمایاں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو بے آب و گیاہ چٹیل میدان میں آباد کیا تو اس کا مقصد بھی یہی بتایا کہ:

﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي﴾(3)

ترجمہ: اے میرے پالنے والے! مجھے نماز کا پابند رکھ اور میری اولاد سے بھی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی اپنی اولاد کو نماز ہی کی وصیت کر رہے ہیں ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ﴾(4) ترجمہ: وہ اپنے گھر والوں کو نماز کی تلقین کرتے تھے۔

سیدنا شعیب علیہ السلام کو ان کی قوم نے طعنہ دیا کہ تمہاری نماز تمہیں یہ سکھاتی ہے کہ ہم اپنے معبودان کو چھوڑ دیں۔ارشاد الٰہی ہے۔

﴿أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ﴾(5)

ترجمہ: تمہاری نماز تمہیں یہ سکھاتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے معبودوں کو چھوڑ دیں۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل کے پیغمبروں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ ﴾(6)

ترجمہ: اور ہم نے اس کو بھلائی کے کام کرنے اور نماز قائم کرنے کی وحی کی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا کی تو ساتھ ہی فرمایا کہ میری یاد کا ذریعہ نماز کو بناؤ۔

ارشاد الٰہی ہے۔﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ﴾(7) ترجمہ: میری یاد کے لئے نماز کو قائم کرو۔

حضرت زکریا علیہ السلام جو ہر وقت عبادت میں مشغول رہتے تھے ان کے بارے میں ارشاد ہوا۔

﴿وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ﴾(8)

ترجمہ: اور وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بارے میں فرمایا:

﴿وَأَوْصَانِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴾(9)

ترجمہ: اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک بھی میں زندہ رہوں۔

لقمان حکیم بھی اپنے بیٹوں کو نماز ہی کی وصیت کرتے ہیں، ارشاد الٰہی ہے:

﴿ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ ﴾(10)

ترجمہ: اے میرے بیٹے نماز کو قائم کرو۔

بنی اسرائیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ اگر تم نماز قائم کرو گے تو میں تمہارا ساتھ ہوں۔

ارشاد الٰہی ہے:﴿ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ ﴾(11)

ترجمہ: میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز پر قائم رہو گے۔

الغرض اسلام میں نماز کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی عقیدہ توحید کی لہٰذا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز کو اپنا مونس و مددگار سمجھے اور جب بھی اس کو کوئی مشکل پیش آئے تو فورا رب کی طرف

رجوع کرتے ہوئے سجدہ ریز ہو جائے کیونکہ نماز مومن کے لئے اس محبت کرنے والی ماں سے بھی زیادہ پناہ لینے، سر چھپانے اور آرام پانے کی جگہ ہے یہ وہ مضبوط رسی ہے جو اس کے اور اس کے رب کے درمیان پھیلی ہوئی ہے وہ جب چاہے اس رسی کو مضبوطی سے تھام کر اپنی حفاظت کی ضمانت حاصل کر سکتا ہے یہ اس کی روح کی غذا، زخم کا مرہم، بیماری سے شفا اور اس کا سب سے بڑا ہتھیار اور سہارا ہے نماز بندے اور اللہ کے درمیان ملاقات کا ذریعہ ہے۔

نماز کی اہمیت

نماز کی حقیقت اور اہمیت و ضرورت کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے اور اس کا صحیح لطف بھی وہی شخص اٹھا سکتا ہے جو اس عجیب و غریب، بلند و لطیف اور ناقابل قیاس تعلق سے پوری طرح آگاہ ہو جو رب اور بندہ کے درمیان قائم ہے یہ ایک ایسا تعلق ہے جس کی نظیر کسی اور جگہ نہیں مل سکتی۔ نماز بندوں پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فریضہ ہے، دین کا ستون ہے، مسلمان اور کافروں کے درمیان وجہ امتیاز ہے نجات کی شرط ہے ایمان کی محافظ ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت و تقویٰ کی بنیادی شرائط کے طور پر بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴾ (12)

ترجمہ: اور وہ (مومن) غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

گویا ایمان کی بنیادی شرائط میں سے نماز کی پابندی کو بھی قرار دیا گیا ہے اور ایک اور مقام پر ایمان عمل صالح اور نماز کو ایک ہی صف میں شمار کیا گیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ﴾ (13)

ترجمہ: ہاں جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور نماز کا اہتمام کیا۔

ایمانیات میں جو حقیقت توحید کی ہے وہی اعمال میں نماز کی ہے قرآن کریم کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ آیات الٰہی کی تذکیر سے خدا کی جو معرفت حاصل ہوتی اور اس سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت اور شکر گزاری کے جو جذبات انسان کے اندر پیدا ہوتے ہیں یا ہونے چاہئیں، ان کا پہلا ثمرہ یہی نماز ہے۔

اسلام کے ارکان خمسہ میں توحید، اور رسالت کے بعد جس فریضے کی بجاآوری کا حکم بنص قطعی تاکید کے ساتھ آیا ہے، وہ نماز ہی ہے۔ حضوراکرم ﷺ کاارشاد ہے:

((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ))[14]

ترجمہ: اسلام کی بناپانچ ارکان پر ہے اس بات کی گواہی دیناکہ خداکے سواان کاکوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ اداکرنا، حج کرنااور رمضان کے روزے رکھنا۔

تزکیہ جسے قرآن میں دین اور تمام عبادات کا مقصد قرار دیا گیا ہے اس تک پہنچنے کے لئے بھی سب سے پہلے نماز ہی کی ہدایت ہوئی ہے۔

ارشادالٰہی ہے۔﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ، وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى﴾[15]

ترجمہ: (اس وقت) البتہ کامیاب ہواجس نے اپناتزکیہ کیا(اوراس کے لئے) اپنے پروردگار کا نام یادکیااور نماز پڑھی۔

نماز ایک ایسی عبادت ہے جس کواداکرکے نہ آدمی آزاداور اپنی تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو جاتاہے اور نہ اس کو چھوڑ کر کسی اور چیز سے اس کی تلافی کر سکتاہے یہ مومن کاسکون اور آنکھوں کی ٹھنڈک بھی ہے آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خصوصی طور پر حکم دیاکہ۔

((قُمْ يَا بِلَالُ، فَأَرِحْنَا بِالصَّلَاةِ))[16]

ترجمہ: اے بلال اٹھواور ہمیں (نماز کے ذریعے سے) راحت پہنچاؤ۔

جب نماز سب سے بہتر عمل ہے توراحت بھی کس قدر اعلیٰ وارفع ہو گی اور ایک دوسری حدیث میں نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا گیاہے۔

آنحضرت ﷺ کاارشاد ہے۔((وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ))[17]

ترجمہ: اور نماز کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنادیا گیا۔

ارکان اسلام میں سے یہ خصوصیت نماز ہی کو حاصل ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک تمام انبیاء علیہم السلام کے ادوار میں ہر امت اور ہر ملت پر یکساں طور پر فرض رہی ہے۔ کوئی نبی اور کوئی رسول ایسا نہیں گذرا جس کی شریعت میں نماز کو قطعیت کے ساتھ فرضیت کا درجہ حاصل نہ رہا ہو۔

مساجد کی تعمیر اور مکافات

نماز کے لئے مسجد کی حیثیت ایک بنیادی اکائی کی طرح ہے جہاں مسلمان اکٹھے ہو کر نماز پڑھ سکیں اسی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے مساجد تعمیر کرنے کی فضیلت میں بہت سی احادیث میں اجر و ثواب کا ذکر کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔((مَنْ بَنَى مَسْجِدًا، بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ))[18]

ترجمہ: جس نے مسجد بنائی اس کے لئے اللہ تعالی جنت میں گھر بنائے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیا میں جس طرح کا نیک عمل کریں گے اللہ تعالیٰ اس کی جنس سے یا اس سے بہتر بدلہ دے گا اللہ کا گھر تعمیر کرنے والے یا اس کی تعمیر میں حصہ ڈالنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا دنیا کے گھر کے بدلے جنت میں گھر کی تعمیر مکافات عمل کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ اس کی بابت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿ أُولَئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ﴾[19]

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بلند و بالا گھر دیے جائیں گے جہاں انہیں دعا و سلام پہنچایا جائے گا۔

کہاں یہ دنیا کے گھر مٹی گارا اور اینٹوں سے تیار کردہ، اور کہاں وہ گھر' جو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں دے گا، جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے تیار ہوں گے، جس کا گارا مٹی کی بجائے کستوری کی خوشبو والا ہو گا۔ کتنا اچھا بدلہ ہے اور کتنی اچھی جزا ہے۔

مؤذن اور اس کی جزا

نماز کے لئے اذان دینے والے کو عربی میں مؤذن کہتے ہیں۔ اذان نماز کے لئے بلانے کا ایک مشروع طریقہ ہے۔ دین اسلام نے اپنے پیروکاروں کو عبادت کی طرف بلانے کا طریقہ اذان سکھایا ہے جو سب طریقوں سے عمدہ اور نرالا ہے۔ دین اسلام میں پانچوں وقت کی فرض نمازیں اور ان میں جمعہ بھی شامل

ہے جب جماعت اُولیٰ کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کی جائیں تو ان کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے اور اس کا حکم مثل واجب ہے کہ اگر اذان نہ کہی گئی تو وہاں کے تمام لوگ گنہگار ہوں گے۔

اذان میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور اس کی وحدت، پیغمبر ﷺ کی نبوت ور سالت کا اعتراف ہے الفاظ اگرچہ کم، لیکن اسلام کے مکمل عقائد کی ترجمان ہے اس میں نماز کی طرف بلاوا بھی ہے اور کامیابی کی ضمانت بھی، جو آخرت کو یاد کراتی ہے آخر میں ایک بار پھر اللہ کی کبریائی اور تمام معبودان باطلہ سے اظہار برات کا بہترین ذریعہ ہے۔

مؤذن کی فضیلت میں بہت سی روایات آئی ہیں، جن سے مکافات عمل کا پتا چلتا ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح سویرے ہی دشمنوں پر حملہ کرتے تھے اور اذان کی آواز پر کان لگائے رکھتے تھے، اگر (مخالفوں کے شہر سے) آپ ﷺ کو اذان کی آواز سنائی دیتی، تو ان پر حملہ نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص کو آپ ﷺ نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے سنا تو فرمایا کہ یہ مسلمان ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اسے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ، اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کہتے سنا تو ارشاد فرمایا کہ اے شخص تو نے دوزخ سے نجات پائی۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔[20]

اذان کا لغوی واصطلاحی مفہوم

شیخ قاسم القونوی اذان کا لغوی معنی لکھتے ہیں:

"هو فی اللغة الاعلام مطلقا قال الله تعالیٰ "وَأَذَانٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ"[21]

ای اعلا م منها" [22]

ترجمہ: عربی زبان میں اذان کا مطلقا معنی اطلاع دینا ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اطلاع۔

شریعت میں اذان کا شرعی مفہوم ہے۔

"هو الإعلام علی الوجه المخصوص"[23]

ترجمہ: مخصوص طریقے (اور الفاظ) سے اطلاع دینا اذان کہلاتا ہے۔

مؤذن اور مکافات عمل

اذان دینے والے کے لئے خصوصی اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے کہ جہاں تک اس کی آواز پہنچے گی، وہاں تک اس کی بخشش ہو گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤَذِّنَ يُغْفَرُ لَهُ مَدَى صَوْتِهِ، وَيُصَدِّقُهُ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ سَمِعَهُ، وَلِلشَّاهِدِ عَلَيْهِ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ دَرَجَةً)) (24)

ترجمہ: بے شک مؤذن کی اس آواز کے پہنچنے تک (لمبی) مغفرت کر دی جاتی ہے اور ہر خشکی یا تری میں جو بھی اس کی آواز سنتا ہے اس کی تصدیق کرتا ہے اور اس پر گواہی دیتا ہے اس کو پچیس گنا زیادہ اجر دیا جاتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مؤذن جب اپنے حلق سے آواز نکالتا ہے تو وہ اللہ کی طرف بلا رہا ہوتا ہے اس بلاوے میں ریاکاری کا عنصر شامل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کو اتنی بڑی مغفرت سے نوازتے ہیں کہ ہر چیز اس کی تصدیق کرتی اور گواہی دیتی ہے۔

شیخ عبد الرؤف المناوی مذکورہ حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"يعني يغفرله مغفرة طويلة عريضة على طريق المبالغة أي يستكمل مغفرة الله إذا استوفى وسعه في رفع الصوت وقيل تغفرخطاياه وإن كانت بحيث لو فرضت أجساما ملأت ما بين الجوانب التي يبلغها" (25)

ترجمہ: یہ بطور مبالغہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی بہت لمبی (یعنی زیادہ گناہوں سے) مغفرت کر دی جاتی ہے اور اس کی بخشش اس حد تک ہو گی جہاں تک (مؤذن کی) آواز کی وسعت ہو گی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر گناہوں کو مجسم بنا کر (چاروں) اطراف میں پھیلا دیا جائے تو جہاں تک آواز پہنچتی ہے (اس قدر گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا)۔

اس حدیث کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ مؤذن کی آواز کی بلندی اور پہنچنے کی حد تک گناہوں کا معاف ہو جانا عین مکافات عمل ہے۔ اور دوسری حدیث میں مؤذن کو قیامت کے دن سب سے لمبی گردن عطا کئے جانے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، جو اس کی فضیلت پر دلیل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **((الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))** (26)

ترجمہ: اذان دینے والے قیامت کے دن سب سے لمبی گردنوں والے ہوں گے۔

شیخ عبدالرؤف المناوی لمبی گردن سے تشبیہ دی جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"أي أكثرهم تشوفا إلى رحمة الله لأن المتشوف يطيل عنقه إلى ما تشوف إليه أو يكونون سادة والعرب تصف السادة بطول العنق"[27]

ترجمہ: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کو سب سے زیادہ (لمبی گردنوں سے) اوپر سے جھانکنے والے ہوں گے کیونکہ جھانکنے والا جس کو دیکھنا ہو لمبی گردن کرکے دیکھ لیتا ہے (اور ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے) کہ وہ (قیامت کے دن) سردار ہوں گے کیونکہ اہل عرب اپنے سرداروں کو لمبی گردن والے کہتے ہیں۔

اذان دینے والے سب سے افضل ہیں، کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلاتے ہیں، لوگوں کو نماز اور کامیابی کی طرف بلاتے ہیں اور اذان سننے کے بعد اس پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے، کیونکہ یہ اذان مسافروں، جنگلوں اور صحراؤں میں رہنے والوں کے لئے بھی مسنون ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ:

((إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ ، فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ ، فَأَذَّنْتَ بِالصَّلَاةِ ، فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ ، فَإِنَّهُ لا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ ، إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[28]

ترجمہ: میں دیکھتا ہوں کہ آپ دیہاتی (ماحول) اور بکریاں وغیرہ پسند کرتے ہیں۔ جب آپ بھیڑ بکریوں میں ہوں یا دیہات میں ہوں تو اونچی آواز سے نماز کے لئے اذان کہو اس لئے کہ جنوں انسانوں اور دیگر مخلوق میں سے جو بھی مؤذن کی آواز سنے گا وہ قیامت کے دن اس (موذن) کے لئے گواہی دے گا۔

اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ مخلوقات میں ہر ایک کی گواہی سے مؤذن کے درجات کس قدر بلند ہوں گے اور جہاں تک اس کی آواز پہنچے گی اس قدر مغفرت کر دی جائے گی کیونکہ دنیا میں اذان دینے کے لئے اس کی آواز بلند تھی آخرت میں اس کے درجات بلند کر دیے جائیں گے اور گناہوں کو مٹا دیا جائے گا کیونکہ اعمال کا بدلہ (مکافات) اس کی جنس سے ملتا ہے۔

نماز کے لئے وضو اور اس کی جزا

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور دین فطرت ہے۔ اس نے نماز کی درستی کے لئے یہ ضروری قرار دیا کہ انسان کا بدن اور اس کے کپڑے اور نماز پڑھنے کی جگہ نجاستوں اور آلودگیوں سے پاک ہو۔ اہل عرب کو دوسری وحشی قوموں کی طرح طہارت و نظافت کی مطلقا تمیز نہ تھی۔ نماز نے انسان کو وضو کر کے اپنے ظاہر کو صاف ستھرا رکھنے پر مجبور کر دیا، دن میں عموما پانچ دفعہ ہر نمازی کو منہ، ہاتھ، پاؤں جو اکثر کھلے رہتے ہیں ان کو دھونے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ وضو کے لئے دھونا شرط قرار دے دیا کہ ان کے دھوئے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی وضو کرنے سے انسان کے گناہ جھڑتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ))(29)

ترجمہ: جس نے اچھی طرح وضو کیا اس کے جسم سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی۔

وضو کرنے سے انسانی اعضا کا دھل جانا اور گناہوں کا نکل جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اعمال کا بدلہ اسی کی جنس سے ملتا ہے۔ ایک اور حدیث میں وضو کے تمام اعضاء کا ذکر کر کے بتایا گیا کہ وضو انسانی گناہوں کا کس طرح کفارہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ فِيهِ وَأَنْفِهِ، فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ وَجْهِهِ، حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ يَدَيْهِ، فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ رَأْسِهِ، حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ أُذُنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ رِجْلَيْهِ، حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ، وَكَانَتْ صَلَاتُهُ وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً))(30)

ترجمہ: جس نے وضو کیا کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اس کے منہ اور ناک کے گناہ نکل جائیں گے اور جس نے چہرہ دھویا اس کے چہرے کے گناہ نکل جائیں گے یہاں تک کہ آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے بھی نکل جائیں گے اور جس نے اپنے ہاتھوں کو دھویا اس کے ہاتھوں کے گناہ نکل جائیں گے

اور جس نے سر کا مسح کیا اس کے سر کے گناہ یہاں تک کہ کانوں سے بھی نکل جائیں گے اور جس نے اپنے پاؤں دھوئے اس کے پاؤں کے گناہ یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جائیں گے اور اس کا نماز پڑھنا اور مسجد کی طرف جانا نفلی ہو گا۔

اور وضو کرنے والوں کے اعضاء قیامت کے دن چمک رہے ہوں گے اور حضور ﷺ قیامت کے دن حوض کوثر پر انہی اعضاء کی چمک سے اپنی امت کو پہچانیں گے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ القِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الوُضُوءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ))(31)

ترجمہ: میری امت قیامت والے دن وضو کے آثار کی چمک سے بلائی جائے گی جو اس چمک کو بڑھانے کی طاقت رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ ایسا کرے۔

اور مؤمن کے وضو کرنے سے جہاں تک پانی پہنچے گا وہاں تک اعضاء پہ آثار کی چمک نظر آئے گی کیونکہ اعمال کا بدلہ (مکافات) اسی کی جنس سے ملتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَبْلُغُ الحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوءُ))(32)

ترجمہ: ایک مومن کی چمک وہاں تک پہنچے گی جہاں تک اس کا وضو (کا پانی) پہنچے گا)

یعنی انسان کے لے جتنا ممکن ہو سکے اعضاء کو اچھی طرح دھوئے تاکہ اعمال کی جزا اسی عمل کے بقدر مل سکے۔

نمازاور مکافات عمل

اللہ تعالیٰ نے نماز کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور اس کو تمام عبادات پر مقدم رکھا ہے اور نماز کی وہی حفاظت کرتا ہے جو اس کی قدر و قیمت جانتا ہے اور اس کے اجر و ثواب کی امید رکھتا ہے اور اس کو چھوڑنے کی سزا کو جانتا ہے نماز سے سستی وہی شخص کر سکتا ہے جس کا ایمان کمزور ہو یا وہ کلی طور پر انکار کر رہا ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلاَةِ))(33)

ترجمہ: نماز چھوڑ دینا انسان اور کفر و شرک کے درمیان حد فاصل ہے۔

یعنی جب انسان نماز چھوڑ دیتا ہے تو کفر اور شرک کی طرف چل پڑتا ہے۔ عربی زبان میں "صلوۃ" کا لفظ "صلۃ" سے ماخوذ ہے جس کا معنی جوڑنا ہوتا ہے گویا انسان مخلوق سے تعلق توڑ کر خالق سے جوڑ لیتا ہے اسی لئے اسے صلاۃ کہتے ہیں اور یہ مکافات کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ ایک حدیث میں اس شخص کے بارے بتایا گیا ہے کہ جو گھر سے پاک صاف ہو کر چلتا ہے اور نماز ادا کرنے کی خاطر قدم اٹھاتا ہے تو اس کے ہر قدم کے بدلے گناہ مٹ جاتے اور درجات بلند ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلاَةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا إِلاَّ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيرَةً وَذَلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ))(34)

ترجمہ: جس مسلمان کے پاس کسی فرض نماز کا وقت آ پہنچتا ہے وہ اس کے لئے اچھے وضو اور خشوع و خضوع کے ساتھ رکوع و سجود کا اہتمام کرتا ہے تو وہ نماز اس کے پہلے گناہوں کے لئے کفارہ بن جائے گی جب تک کہ بڑا گناہ نہ کیا جائے اور یہ قانون ساری زندگی جاری رہتا ہے۔

نماز کے لئے ہر اٹھنے والا قدم اور تمام حرکات و سکنات کا بدلہ اللہ تعالیٰ اسی کی جنس سے دیتا ہے

رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھنے کی مثال دیتے ہوئے فرمایا

((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ ، هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ ؟ قَالُوا : لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ، قَالَ: فَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، يَمْحُو اللَّهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا))(35)

ترجمہ: لوگو، تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر سے ایک نہر گزر رہی ہو جس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو، تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہ جائے گا؟ صحابہ نے عرض کی "اس کے جسم پر تو کوئی میل کچیل باقی نہ رہے گا" فرمایا "بالکل یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

اندھیرے میں مساجد کی طرف جانے والوں کا اجر و ثواب

جب کوئی مؤمن نماز کے لئے گھر سے پاک ہو کر چل پڑتا ہے تو اس کے ہر قدم کے بدلے ایک گناہ مٹ جاتا ہے اور ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ مَشَى إِلَى بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ لِيَقْضِيَ فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ كَانَتْ خَطْوَتَاهُ إِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطِيئَةً وَالأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً))(36)

ترجمہ: جس نے اپنے گھر میں طہارت کی پھر وہ اللہ کے گھروں میں سے کسی ایک گھر کی طرف چلا تاکہ اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کو ادا کرے تو اس کے ہر دو قدم اٹھنے سے ایک سے گناہ مٹ جاتا ہے جبکہ دوسرے سے ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے۔

نماز کے لئے چل کر جانا افضل عمل ہے ہر قدم پر نیکی اور گناہ کا مٹ جانا عین مکافات عمل ہے، نمازی جتنا دور چل کر اللہ کے گھر میں نماز کے لئے پہنچے گا، اتنے ہی اس کے گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ اور ہر قدم کے بدلے درجات کا بلند ہونا نماز کی خاص برکات میں سے ہے۔ رات کے اندھیروں میں مساجد کی طرف جانے والوں کے لئے خصوصی روشنی کا اعلان کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))(37)

ترجمہ: خوش خبری دیجئے، ان لوگوں کو جو اندھیرے میں مساجد کی طرف جاتے ہیں۔

اس حدیث میں "بالنور التام" کی قید اس لئے لگائی گئی کہ قیامت کے دن ہر کلمہ گو خواہ وہ مومن ہو یا منافق اسے نور دیا جائے گا پھر منافقین سے نور سلب ہو جائے گا ارشاد الٰہی ہے:

﴿يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ﴾(38)

ترجمہ: اس دن منافق مرد و عورت ایمان داروں سے کہیں گے کہ ہمارا انتظار تو کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کر لیں جواب دیا جائے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور روشنی تلاش کرو۔ پھر ان کے اور ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں دروازہ بھی ہو گا اس کے اندرونی حصہ میں تو رحمت ہو گی اور باہر کی طرف عذاب ہو گا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اعمال کا بدلہ اسی کی جنس سے ملا کرتا ہے، جو لوگ اندھیروں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے مساجد میں جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس عمل کے بدلے روشنیوں سے نوازتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی واضح رحمت اور اعمال کی مکافات ہے۔

نماز میں مل کر کھڑا ہونا اور اس کی جزا

کسی قوم کی زندگی اور اس کا نظم جماعت کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا، یہی گرہ جب کھل جاتی ہے تو قوم کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ اسلام میں نماز باجماعت مسلمانوں کے ڈسپلن کی عملی مثال ہے۔ اسی کو حضور ﷺ نے عربوں کے سامنے پیش کرکے ان کی زندگی کا خاکہ کھینچا اور بتایا کہ مسلمانوں کا یہ صف بہ صف کھڑا ہونا، ایک دوسرے کے شانہ سے شانہ ملانا اور یکساں حرکت و جنبش کرنا ان کی قومی زندگی کی مستحکم و مضبوط دیوار کا مسالہ ہے، جس طرح نماز کی درستی اس صف اور نظم جماعت کی درستی پر موقوف ہے، اسی طرح پوری قوم کی زندگی باہمی تعاون، تضامن، مشارکت، میل جول اور باہمی ہمدردی پر موقوف ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے صفوں کی درستگی پر زور دیا اور فرمایا:

((سَوُّوا صُفُوفَكُمْ , فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلاةِ))(39)

ترجمہ: اپنی صفیں سیدھی کرو، صفیں درست کرنا نماز کی تکمیل سے ہے۔

اور صفوں کی درستی کو لازمی قرار دیا گیا ورنہ اس کے نتائج نظم جماعت میں اختلاف اور انتشار کی صورت میں ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

((لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ))(40)

ترجمہ: تم اپنی صفیں سیدھی کرلو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا کردے گا۔

اور یہ صفیں درست نہ کرنے کی سزا ہے کہ امت اختلافات کا شکار ہو جائے گی جس کا منظر آج دیکھ رہے ہیں کہ امت مختلف فرقوں اور جماعتوں میں بٹ چکی ہے اور جو صفوں کو ملاتا ہے اللہ اس کو ملا دیتا ہے اور جو اسے توڑتا ہے اللہ اسے توڑ دیتا ہے کیونکہ اعمال کا بدلہ (مکافات) اس کی جنس سے ملتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ))(41)

ترجمہ: صفیں ملانے (یعنی خلا کو پر کرنے) والوں کو اللہ (اپنے ساتھ) ملا لیتا ہے اور صفیں کاٹنے والوں کو اللہ (اپنے سے) کاٹ دیتا ہے۔

اور صفیں ملانے والوں پر فرشتے بھی دعائے رحمت کرتے ہیں اور جو خلا کو پر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے درجات کو بلند کر دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلّوْنَ عَلَى الَّذِينَ يَصِلُونَ الصُّفُوفَ، وَمَنْ سَدَّ فُرْجَةً رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرْجَةً))(42)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفیں ملانے والوں پر درود بھیجتے ہیں اور جو شخص صف کے خلا کو پر کرتا ہے اللہ اس کے ذریعے اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔

صفوں کو ملانے سے اللہ تعالیٰ درجات کو بلند کر دیتا ہے اور صفوں کو کاٹنے سے اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت اور ثواب سے دور کر کے کاٹ کر رکھ دیتا ہے اور دلوں میں اختلافات پیدا کر دیتا ہے۔اور جب دلوں کا اختلاف پیدا ہو گا، تو اس کا لازمی نتیجہ چہروں کے اختلاف کی صورت میں سامنے آئے گا، جیسے کوئی آدمی کسی آلہ قتل کے ساتھ خودکشی کرتا ہے، تو قیامت کے دن وہ اس آلہ سے اپنے آپ کو قتل یعنی عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

عبدالرؤف المناوی لکھتے ہیں:

((لأن مخالفتهم في الصفوف مخالفة في الظواهر واختلاف الظواهر سبب لاختلاف البواطن))(43)

ترجمہ: صفوں میں مخالفت ظاہری مخالفت ہے اور ظاہری مخالفت باطن کی مخالفت کا سبب بن جایا کرتی ہے (کیونکہ اعمال کا بدلہ (مکافات) اسی کی جنس سے ملتا ہے۔

نماز میں سجدہ اور اس کی جزا

نماز میں سب سے بڑی مہم اطمینان قلب و حضور و نفس اور خشوع اور خضوع جوارح ہے۔انسان اپنے تمام اعضاء اور جذبات سے خدا کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔اور نماز تمام جسمانی اعضاء کی عبادت کا مجموعہ ہے، قرآن پاک میں مسلمانوں کا قیام، رکوع، سجود، تہلیل، تسبیح، تکبیر، قرات، قرآن، ذکر الٰہی اور درود پڑھنے کے جو احکام عطا کئے گئے ہیں، ان کی مجموعی تعلیم کا نام نماز ہے۔جن میں سجدہ کی اہمیت مسلمہ ہے کیونکہ انسان اپنی ہستی کو خاک پر رکھ کر اللہ سے عاجزی وانکساری کا اظہار کرتا ہے۔اور کثرت سے سجدے کرنے کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ جتنا انسان کثرت سے سجود کرے گا اللہ تعالیٰ اتنے ہی گناہ ختم کر دے گا، اور درجات کو بلند کر دے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَكْثِرْ مِنَ السُّجُودِ ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً ، إِلا رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً))(44)

ترجمہ: کثرت سے سجدے کیجئے جب کوئی مسلمان اللہ کے لئے سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ایک درجہ بلند دیتے ہیں اور ایک گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

درج بالا حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب انسان صدق دل سے درست حالت میں خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ کے سامنے گر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے مقام کو بلند کر دیتے ہیں اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں، کیونکہ جب انسان نے دنیا میں اپنے آپ کو عاجز وذلیل اور کم تر بنا کر اپنی پیشانی زمین پر رکھ دی، جہاں لوگوں کے قدم چلتے اور گزرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اس زمین پر گرنے کو عروج یعنی بلندیوں کا سبب بنا دیتا ہے اور درجات کو بلند کر کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے، کیونکہ اعمال کا بدلہ اسی کی جنس سے ملتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ایسا عمل کرنے والے کی ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور ایک درجہ بلند اور ایک گناہ ختم کر دیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً، وَمَحَا عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً، وَرَفَعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةً، فَاسْتَكْثِرُوا مِنَ السُّجُودِ))(45)

ترجمہ: جب کوئی بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کی ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ ختم ہو جاتا ہے اور ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے اس لئے کثرت سے سجدہ کیا کرو۔

سجدہ انسان کی عاجزی وانکساری کی علامت ہے کمزوروں کی سجدوں میں پکار طاقتوروں پر اللہ کی مار بن جاتی ہے، بے مددگاروں کو سہارا مل جاتا ہے۔ جب کوئی سر سجدے میں رکھتا ہے، تو یہ خاکساری اس کو فرشتوں کے برابر کر دیتی ہے۔ سجدوں میں آدمی کو اپنے عجز کا اعتراف ہوتا ہے۔ پس خالق کی عبادت اور مخلوق کی خدمت میں تگ ودو ہی حاصلِ زندگی ہے، سجدے عبودیت کی آخری سرحد ہیں، دل کا اضطراب سجدوں کی جان ہے، مضطرب ہو کر مانگنا اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا؛ یہی انسان کے لئے سب مرادوں سے بڑی مراد ہے نماز کے دونوں سجدوں کی حقیقت بیان کرتے ہوئے مولنا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

"سجدہ اول نفس کو اس بات پر متنبہ کرنے کے لئے ہے کہ میں اس خاک سے پیدا ہوا ہوں اور دوسرا سجدہ اس بات پر دال (دلیل) ہے کہ میں اسی خاک میں لوٹ جاؤں گا"۔(46)

نماز سے پیچھے رہ جانے والوں کی سزا

نماز در اصل فطرت انسانی اور بشری تقاضا کی تسکین اور تکمیل ہے۔ جس کو ہم ضعف و احتیاجی مجبوری و درماندگی، دعا و مناجات اور اس خدائے بزرگ و برتر کی پناہ میں آجانے کو کہہ سکتے ہیں، یہ درحقیقت شکر، احسان مندی، وفا شعاری اور خشوع و خضوع کے اس جذبے کی تسکین ہے، جو انسان کی سرشت میں ہے اور اس کی انسانیت کا سب سے بڑا جوہر بھی ہے۔

مؤمن کی مثال ایک مچھلی کی سی ہے، جس کی زندگی پانی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر اس کو زبردستی پانی سے نکال بھی لیا جائے، تب بھی وہ پانی کے لئے بے قرار اور پانی کی محتاج رہے گی، اور موقع ملتے ہی بے ساختہ اس پر ٹوٹ پڑے، گی لیکن اس کے برعکس کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے، جن کی سرشت میں ہمیشہ نمازوں میں تاخیر اور پیچھے رہنا شامل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے "وَيْلٌ" یعنی ہلاکت کی وادی کا اعلان کیا ہے جو اپنی نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ، الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾(47)

ترجمہ: ان نمازیوں کے لئے افسوس (اور ویل نامی جہنم کی جگہ) ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں وہ لوگ مراد ہیں، جو نماز یا تو پڑھتے ہی نہیں یا پہلے پڑھتے رہے ہیں، پھر سست ہو گئے، یا نماز کو اپنے وقت مقررہ پر نہیں پڑھتے۔ جب جی چاہتا ہے پڑھ لیتے ہیں، یا تاخیر سے پڑھنے کو معمول بنا لیتے ہیں، یا خشوع و خضوع سے نہیں پڑھتے۔ اور نماز میں ان کوتاہیوں کے مرتکب وہی لوگ ہوتے ہیں جو آخرت کی جزا اور حساب کتاب پر یقین نہیں رکھتے اور جن کی فطرت میں نمازوں کا تاخیر سے ادا کرنا شامل ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ بھی ان کو پیچھے (موخر) کر دیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ))(48)

ترجمہ: جو قوم ہمیشہ پیچھے رہتی ہے (پہلی صف اور نماز سے) اللہ تعالیٰ بھی ان کو (دنیا و آخرت میں) پیچھے کر دیتا ہے۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام نووی لکھتے ہیں:

"لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ أَيْ عَنِ الصُّفُوفِ الْأُوَلِ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى عَنْ رَحْمَتِهِ أَوْ عَظِيمِ فَضْلِهِ وَرَفْعِ الْمَنْزِلَةِ وَعَنِ الْعِلْمِ وَنَحْوِ ذَلِكَ "(49)

ترجمہ: وہ قوم جو ہمیشہ پہلی صفوں سے پیچھے رہتی ہے ان کو اللہ تعالی بھی اپنی رحمت، فضل و کرم اور بلند و بالا مرتبے اور علم وغیرہ میں پیچھے کر دیتا ہے۔

کیونکہ وہ لوگ دنیا میں پہلی صفوں اور نماز میں پیچھے رہتے تھے، اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن پیچھے کر دے گا کیونکہ اعمال کا بدلہ (مکافات) اس کی جنس سے ملتا ہے۔

المختصر اللہ رب العالمین نے جو شرائع (عبادات، معاملات، اخلاقیات) انسانیت کے لئے لازمی قرار دی ہیں، یہ ویسے ہی نہیں، بلکہ اس حکیم کے پیش نظر بہت سے دنیاوی اور اخروی فوائد پنہاں ہیں۔ عبادات میں بنیادی اور اولین فریضہ نماز کا ہے۔ نماز معراج نبوی کا تحفہ ہے جس کو چھوڑ دینا یقیناً اللہ کی نعمتوں کو فراموش کر دینے کے مترادف ہے۔ نماز صرف چند ایک ارکان اور افعال کو بجالانے کا عمل نہیں، بلکہ اس کا بنیادی مقصد بے حیائی اور برائی کی باتوں سے روکنا ہے نیز نماز کو اللہ نے اپنا ذکر قرار دیا ہے۔ مقالہ ہذا میں نماز کا فلسفہ اور اس سے متعلقہ امور مثلاً مسجد، وضو، اذان اور صف بندی وغیرہ کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس کے ہر ایک عمل سے مکافات کا پہلو ظاہر ہوتا ہے، لہذا اگر کوئی مسلمان نماز قصداً چھوڑے گا تو وہ نہ صرف اخروی سزا کا مستحق ہو گا، بلکہ دنیا میں مکافات عمل کا شکار ہو کر مختلف مسائل سے دوچار رہے گا۔

حواشی وحوالہ جات

1) الاصفہانی، راغب، مفردات الفاظ القرآن، دار القلم، ص: ۴۹۰، نیز دیکھئے: رازی، فخر الدین، أبو عبد اللہ محمد بن عمر بن حسین، تفسیر الکبیر، دار الفکر 1401، ص: ۲۹/۲

2) الجرجانی، علی بن محمد علی، التعریفات، دار الکتاب العربی، بیروت، 1992، ص: ۱۷۵

3) سوۃ ابراہیم: ۴۰/۱۴

4) سورۃ مریم: ۵۵/۱۹

5) سورۃ ھود: ۸۷/۱۱

6) سورۃ الانبیاء: ۷۳/۲۱

7) سورۃ طہ: ۱۴/۲۰

8) سورۃ آل عمران: ۲۹/۳

9) سورۃ مریم: ۳۱/۱۹

10) سورۃ لقمان: ۱۷/۳۱

11) سورۃ المائدۃ: ۱۲/۵

12) سورۃ البقرۃ: ۳/۲

13) سورۃ البقرۃ: ۲۷۷/۲

14) بخاری، صحیح بخاری، دار ابن کثیر الیمامۃ، ۱۹۸۷م، کتاب الایمان، باب دعاؤ کم ایمانکم، حدیث نمبر: ۸

15) سورۃ الاعلیٰ: ۱۴/۸۷۔۱۵

16) ابوداؤد، سنن ابی داؤد، دار الحدیث، دمشق، کتاب الادب، باب فی صلاۃ العتمۃ، حدیث نمبر: ۴۹۸۶

17) نسائی، سنن نسائی، دار الفکر بیروت، 1930، کتاب عشرۃ النساء، باب حب النساء، حدیث نمبر: ۳۳۹۴

18) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، دار الریان، للتراث القاہرہ، کتاب المساجد باب من بنیٰ للّٰہ، حدیث نمبر: ۷۳۶

19) سورۃ الفرقان: ۷۵/۲۵

20) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الإمساك عن الإغارة على قوم فی دار الكفر، حدیث نمبر: ۳۸۲

21) سورۃ التوبۃ: ۳/۹

22) التعریفات، ص: ۳۰، القونوی، قاسم بن عبد اللہ بن أمیر علی، انیس الفقہاء فی تعریفات الالفاظ المتداولۃ بین الفقہاء، دار الکتب العلمیہ، ص: ۷۶

23) التعریفات، ص: ۳۰، انیس الفقہاء ص: ۷۶

24) احمد بن حنبل، مسند احمد، طبعہ المکنز والمنھاج، ص: ۲۶۶/۲، شیخ ناصر الدین البانی نے اسے حسن کہا ہے۔ ۱۰۷، سنن ابن ماجہ، کتاب الاذان باب فضل الأذان، حدیث نمبر: ۷۲۴

25) عبدالرؤف المناوی، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، دارالمعرفہ، ص: ۲۴۹/۶

26) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل الاذان وھرب الشیطان عندسماعہ، حدیث نمبر: ۱۴

27) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، ص: ۲۵۰/۶

28) صحیح بخاری، دارالریان للتراث، القاہرہ، کتاب الاذان، باب رفع الصوت بالنداء، حدیث نمبر: ۶۰۹

29) صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ باب خروج الخطایا مع ماءالوضوء، حدیث نمبر: ۳۳

30) سنن ابن ماجہ، کتاب، باب ثواب الطھور، حدیث نمبر: ۲۸۲

31) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب فضل الوضوء، حدیث نمبر: ۱۳۶

32) صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب استحباب اطالۃ الغرۃ و التحجیل بالوضوء، حدیث نمبر: ۴۰

33) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ، حدیث نمبر: ۱۳۴

34) صحیح مسلم، دارالریان للتراث القاہرہ، کتاب الطھارۃ باب فضل الوضوءوالصلاۃ عقبہ، حدیث نمبر: ۷

35) صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ، باب الصلوات الخمس کفارۃ، حدیث نمبر: ۵۲۸

36) مسلم، صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب ثواب المشی الی الصلاۃ، حدیث نمبر: ۸۷

37) سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی المشی الی الصلاۃ، حدیث نمبر: ۵۶۱

38) سورۃ الحدید: ۱۳/۵۷

39) صحیح بخاری، کتاب الاذان باب اقامۃ الصف من تمام الصلاۃ، حدیث نمبر: ۷۲۳

40) صحیح بخاری، کتاب الآذان باب تسویۃ الصفوف عندا الاقامۃ و بعدھا، حدیث نمبر: ۷۱۷

41) ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ باب تسویۃ الصفوف، حدیث نمبر: ۶۶۶

42) سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوۃ، باب اقامۃ الصفوف، حدیث نمبر: ۹۹۵، اس روایت میں ایک راوی اسماعیل بن عیاش ضعیف ہیں، خصوصاجب اہل حجاز سے روایت کریں، تو ضعیف سمجھے جاتے ہیں، بہر حال فضائل میں روایت مقبول ہو گی۔

43) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ص: ۷۲/۲

44) احمد بن حنبل، مسند احمد، ۲۸۰/۵، ۲۸۲، ۲۸۶ نیز دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، حدیث نمبر: ۱۵۱۹، صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۲۰۴

45) سنن ابن ماجہ،کتاب اقامۃ الصلوۃ، باب ماجاء فی کثرۃ السجود،حدیث نمبر:۵۷۴۲، شیخ ناصر الدین الالبانی، صحیح الترغیب والترھیب حدیث نمبر:۱۴۱۵،والجامع الصحیح،حدیث نمبر:۵۷۳۲

46) اشرف علی تھانوی،احکام اسلام عقل کی نظر میں،ص:۶۲،طباعت دارالاشاعت مولوی مسافر خانہ اردو بازار، کراچی

47) سورۃالماعون:۱۰۷/۴۔۵

48) صحیح مسلم،کتاب الصلاۃ ،باب تسویۃ الصفوف و اقامتھا،حدیث نمبر:۱۳۰

49) نووی،شرح نووی علی صحیح مسلم،دارالریان،للتراث،القاہرہ،ص:۱۵۹/۴

****